قرآن اور شعر و شاعری

سید حبیب الحق ندوی

ڈربن یونیورسٹی ساؤتھ افریقہ

تفسیر اور حدیث لٹریچر میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث موجود ہے، یہاں پر چند ارشادات مقصود ہیں تا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ادبی نقطہ نظر واضح ہو سکے نیز شعر و شاعری کی نسبت آپ کا موقف (Approach) نمایاں ہو سکے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی موقف کی تصدیق و توثیق فرمائی اور اسلامی ریاست کے اندر حق پرست شاعری کو فروغ دیا۔ بعث کا زمانہ ادبی سرگرمیوں اور شعر و شاعری کی ترقی کا زمانہ تھا ظہور اسلام کے بعد شاعری مذہبی و سیاسی میدان میں اتر آئی اور عملی سیاست (Active Politics) میں کود پڑی۔ مذہبی و سیاسی مخاصمت و عداوت کی بنا پر مناظرے اور مباحثے شروع ہو گئے، مکی و مدنی نیز غیر ملکی شعرا اسلام دشمنی کی بنا پر عرب عوام کو اسلام کے خلاف بھڑکانے لگے۔ شعرا قریش نبی کریمؐ اور صحابہ کرام کے خلاف صف آرا ہو گئے، اور ان کی ہجو میں مصروف ہو گئے۔ جب یہ صورت پیدا ہوئی تو شعرا انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور اسلام کے دفاع پر کمر بستہ ہو گئے، یہاں سے عربی شاعری میں نقائض کا دور شروع ہوا اور مخاصمت کی روح بھڑک اٹھی۔ فن ہجوں عربوں کا خاص فن تھا، اس میں انھیں ید طولیٰ حاصل تھا فن ہجو کی دل آزار اور رسوا کن طاقت کو عرب دل کھول کر استعمال کیا کرتے تھے۔ وہ حسان بن ثابتؓ کی ہجو سے کانپتے تھے لیکن ابن رواحہؓ کی ہجو سے متاثر نہیں ہوئے کیونکہ ان میں حسانؓ کی سی قوت نہ تھی لیکن وہی ابن رواحہؓ جب عربوں کو ان کی بت پرستی اور شرک پر لعن طعن کرتے تو قریش کے لئے ابن رواحہ کا کلام جگر پاش ثابت ہوتا تھا حسانؓ نے چونکہ عربوں کے غرور، کبر پائی، حسب و نسب پر افتخار کے جذبات کی شدید مذمت کی' اس لئے وہ قریش کی نظر میں سب سے بڑے دشمن قرار پائے۔ یہ شعری قوت کسی انصاری شاعر کے پاس نہ تھی۔ حسان مسلمانوں کی عزت و آبرو کے لئے ڈھال بن گئے۔ باہر سے آنے والے وفود کو دنداں شکن جواب دینے کے لئے حسانؓ کی خدمات حاصل کی جانے لگیں

۔عبداللہ بن رواحہؓ اور کعب بن مالکؓ دونوں نے قریش کے دانت کھٹے کر دے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بڑی تعریف فرمائی۔ حسانؓ کی شاعری میں وہی گرمی تھی وہ وہی تیز تھی جو قدیم عربی شاعری کے تیور میں موجود تھی اور جس سے عربوں کے اوسان خطا ہوا کرتے تھے۔ صورت حال اس وقت اور پے چیدہ ہوگئی جب قرآن کریم نے قریش کو ادبی مقابلہ کا کھلا چیلنج دے دیا۔فأ تو ا بسورۃ من مثلہ قریش بوکھلا اٹھے۔ان کی سمجھ میں نہ آسکا کہ قرآن کا مقابلہ کس طرح کریں۔قرآن نے عربوں کو محض بلاغت نظم کے دعویٰ پر چیلنج کیا تھا۔جب وہ قرآن کے مقابلہ میں ایک آیت بھی نہ لا سکے تو انہوں نے مجبوراًاس کا اعتراف کرلیا کہ دنیا میں ایسا ادبی کلام بھی موجود ہے جو ان کے کلام سے بالاتر ہے فصیح و بلیغ ہے بلکہ بشری کلام سے بالا ہے وما ھذا قول البشر ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو شاعری کو برا تصور کرتے تھے۔نہ ہی اس سے آپکو تکلیف ہوتی تھی، جیسا کے اکثر لوگ خاص کر ہمارے علماء۔۔۔۔الا ماشاء اللہ سمجھتے ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کر بھی نہیں کر سکتے تھے۔شاعری عرب کے دفاعی ہتھیاروں میں ایک اہم ہتھیار تھا ایک منظم اسلامی تحریک چلانے والا داعی اس ہتھیار ہوتے اور عمدہ کلام کو پسند فرماتے۔یہ کوئی عیب کی بات بھی نہ تھی کہ کہ شعر و شاعری کی گفتگو آپ کی محفل میں نہ ہو۔شعرا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ شعر سن کر اسی طرح محفوظ ہوتے تھے جس طرح ذوق سلیم رکھنے والا انسان ہوسکتا ہے آپ نے نابغہ ذبیانی کے کلام کو پسند فرمایا بلکہ اس کے لئے دعاء کی کہ خدا تیرے دانتوں کو نہ توڑے ۔آپ نے خنساء کے کلام کو پسند فرمایا تنقید کرتے ہوئے کہا کہ کاش خنسا کچھ مزید کلام چھوڑ جاتی قسلہ بنت نظیر کے کلام کو بھی آپ نے پسند فرمایا۔حسانؓ کو بلا کر حکم دیا کہ وہ تمیم کے وفد کا جواب دیں۔آپ نے فرمایا کہ کلام میں جادوئی اثرات ہوتے ہیں ان من البیان سحر حسانؓ نے جب تمیمی وفد کے شاعر زبرقان بن بدر کا دنداں شکن جواب دیا تو اقراع بن حابس نے محمدؐ کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ واللہ محمدؐ کا شاعر بھی ہمارے شعراء سے زیادہ زوردار ہے اور ان کا خطیب بھی اعلیٰ درجہ کا خطیب ہے۔کعب بن زہیر کے قصیدہ کی پسندیدگی پر بردہ شریف عطا

کرنے کا واقعہ حد درجہ درس آموز ہے اس سے ایک طرف جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شعری پسندیدگی کا پتہ چلتا ہے وہاں آپ کی شعری اصلاح کا بھی ثبوت ملتا ہے روایات کے مطابق فتح مکہ کے بعد کعب ابن زہیر نے اپنے بھائی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو معلوم کرنے اور نئی اسلامی تحریک کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ حضرت ابو بکرؓ سے ملا اور ان کی ہدایت پر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ کعب کو جب اس کی خبر ملی تو وہ سخت برہم ہوا اور برہمی کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں چند اشعار لکھ ڈالے اس کا ایک معروف شعر حسب ذیل ہے:

ستاك ابو بكر بكأس ردية فا نهلك المأمور منه و علك

یعنی ابو بکر نے تجھے بہت برا پیالہ پلا دیا' پھر مامور نے بھی تجھے سیر کیا اور مکرر کیا۔

مامور عربی میں اس شخص کو کہتے ہیں جن پر جن سوار ہوتا ہے یا جس کا جن کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے۔ جن و شیطان اسے ملا اعلیٰ کی خبریں پہنچاتے رہتے ہیں۔ لفظ مامور سے اس کی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی۔ گویا اس نے آپ کی ہجو کی۔ چونکہ کعب نے نبوت اور کہانت میں تلبیس کی تھی اور اسلامی تحریک کو شیطانی عمل قرار دے کر اسلامی نظام فکر کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اس لئے اس کا خون ہدر کر دیا گیا۔ یعنی وہ جہاں بھی ملے اسے قتل کیا جائے۔ یہ حکم بر بنائے بغاوت (Sedition) تھا نہ کہ بر بنائے شاعری۔ فتح مکہ کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو کعب نے بھی مدینہ کا سفر کیا اور دن میں چھپ جایا کرتا۔ ایک دن جب آپ مسجد میں تشریف فرماتے تو کعب نے اپنی اونٹنی کو بٹھا کر آواز دی، کعب بن زہیر حضور تھے۔ یہ کہتے ہی اس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اسی وقت اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قصیدہ بانت سعاد سنایا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوت اسلامی کی تعریف تھی آنحضرتؐ اس قدر خوش ہوئے کہ آپ نے اپنی چادر مبارک اس کو عطا کر دی، جس کی نسبت سے یہ قصیدہ بردہ کے نام سے معروف ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے اس قصیدہ کے بعض اشعار کی اصلاح بھی فرما دی۔ ایک

شعر میں لسیف کی جگہ لنور اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر سے پوچھا کہ یہ شعر بھی تیرا ہے۔

ستاك ابوبكر بكأس ردية فانهلك المأمور منها وعلك

کعب کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ اس نے ہجو اور ذم کے شعر کو برجستہ مدح کا شعر بنا دیا۔ جواب دیتے ہوئے کعب نے کہا، یہ شعری تو ہماری ہے حضورؐ۔ لیکن پہلے مصرعہ میں ردیہ دال سے نہیں بلکہ رویہ داؤ سے ہے، جس کے معنی خوشگوار کے ہیں اور دوسرے مصرعہ میں ماموز 'ر' سے نہیں بلکہ 'ن' سے ہے جو مامون ہے اور جس کے معنی اس شخص کے ہیں جو خدا کے امان یا وحی میں ہے۔

آنحضرت کعب کی اس جودت و حاضر جوابی سے خوش ہوئے ان روایات سے یہ بات محقق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق پرست شعرا کے کلام سے خوش ہوئی تھے جس کا ذکر بخاری اور مسلم شریف کی اکثر روایات میں موجود ہے۔ بخاری شریف' ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ مسجد میں حسان کے لئے ایک مخصوص منبر رکھتے تھے جس پر کھڑے ہو کر حسانؓ شعر پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف انکی تعریف فرماتے تھے بلکہ یہ دعا بھی کرتے کہ اللہ جبریل کے ذریعہ حسان کی مدد فرما۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۃ القضی کے موقع پر مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو عمرہ کرتے وقت حضرت ابن رواحہؓ اسلام کی شان و شوکت کے اشعار پڑھ رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے۔ اے کافرو! رسولؐ کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ ہم تمہیں قرآن کے نزول پر ایسی ضربیں لگائیں گے کے تمہارا سر جدا ہو جائے گا اور دوست دوست کو بھول جائے گا ان اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوت اسلام کی عظمت کا ترانہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں شعر خوانی سے جب منع کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعر خوانی سے منع نہ کرو' ابن رواحہؓ کے اشعار کفار کے حق میں تیر سے بھی زیادہ سنگین ہوتے تھے مسلم شریف میں عمر بن شرید سے مروی ہے کہ ان کے والد بزرگوار کہا کرتے تھے کہ وہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیچھے سفر میں سوار تھے آنحضرتؐ نے پوچھا کہ امیہ بن الصلت کا کوئی شعر تمہیں یاد ہے، عمر نے کہا یاد ہے۔ آپ نے فرمایا سناؤ۔ انہوں نے ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ انہوں نے مزید پڑھا اور پڑھتے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائش کرتے گئے یہاں تک کے وہ سو اشعار سنا گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امیہ کی زبان ایمان لائی لیکن اس کا دل فر رہا۔ زبان سے تو اس نے حق کی بات کہی لیکن خود اس پر عمل نہیں کیا یہی قول و عمل کا تضاد ہے بخاری اور مسلم شریف میں ابو ہریرہؓ سے مروہ ہے کہ لبید کا یہ کلام الاکل شی ء ما خلا اللہ (اللہ کے سوا ہر شے فانی ہے) سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ نہایت سچ کلام ہے۔ بخاری و مسلم شریف میں حضرت براؓ سے مروی ہے کہ نبی قریضہ کے محاصرہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر فرماتے کہ مشرکین کو میری طرف سے جواب دو۔ آپ نے اس کے لئے خصوصی دعا بھی فرمائی۔ مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شعرا اسلام سے فرمایا کہ، تم، کفار قریش کی ہجو کرو کیونکہ یہ ان پر تیر مارنے سے بھی سخت تر ہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حسانؓ نے کفار کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی اور خود بھی شفا پائی۔ دار قطنی نے حضرت عائشہؓ اور امام شافعیؒ نے حضرت عروہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کی نسبت فرمایا کہ نحسنه حسن و قبیحه قبیح (شعرہ کلام ہے کہ اچھا اس میں کا اچھا کلام ہے اور برا کلام برا ہے) ابوداؤد نے صخر بن عبداللہ سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار یہ بھی فرمایا ان من الشعر لحکمة و ان من البیان السحر (یعنی بعض شعر پر حکمت ہوتے ہیں اور بعض بیان جادوئی تاثیر رکھتے ہیں) اس روایت کو بخاری اور ابوداؤد نے بھی بیان کیا ہے۔ بخاری، ترمذی اور ابوداؤد نے وہ روایت نقل کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ یو ید حسان بروح القدس ما نا فح عن رسول اللہ

اللہ جبریل کے ذریعہ حسان کی تائید کرتے ہیں جبتک وہ خدا کے رسول کی
طرف سے کفار کے مقابلہ میں فخریہ اشعار سناتے ہیں یعنی اسلام کی تعریف

اور اس کا دفاع کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہؓ کا کلام سن کر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی شعر کہتے ہیں مگر دروغ گوئی اور فحش سے اجتناب کرتے ہیں یہ نقد الشعر کی اعلیٰ ترین مثال ہے یعنی شعر میں، دروغ گوئی اور فحشیات جائز نہیں ہے۔ آپؐ نے ایک بار ابن رواحہؓ سے پوچھا، تم شعر کس طرح نظم کرتے ہو۔ ابن رواحہؓ نے جواب دیا کہ پہلے مشاہدہ کرتا ہوں پھر شعر کہتا ہوں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شعر کی تکوین میں مشاہدہ کو بڑا دخل ہے ایک مرتبہ کسی صحابی نے دنیا کی بے ثباتی سے متعلق سوید بن عامر کے اشعار پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص میرا زمانہ پالیتا تو ضرور مشرف بہ اسلام ہوتا (لو ادر کنـــی هـذا لأ سلم) نابغہ کا کلام بھی آپ پسند فرماتے بلکہ اس کو دعا بھی دی۔ عنترہ عبسی کا حسب ذیل شعر آپ نے سنا

ولقد ابیت علی الطوی واظله حتی انال به کریم المال

میں نے بہت سی راتیں اور دن بھوکا رہ کر کاٹے ہیں تا کہ کسی طرح حلال
کی روزی کما سکوں۔

اور فرمایا کہ کسی عرب کا ذکر سن کر میرے دل میں اس کی ملاقات کا شوق پیدا نہیں ہوا لیکن اس شاعر کے دیکھنے کا بے اختیار دل چاہتا ہے طرفہ کے شعر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور کہا کہ اس میں پیغمبرانہ شان ہے۔

مثلاً اس کا کلام یہ ہے

ستبدی لك الایام ما کنت جاهلا

ویا تیك با الا خبار من لم تزود

بخاری اور مسلم نے برا سے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کو اٹھا کر پھینکتے اور یہ اشعار پڑھتے جاتے:

والله و لا لله اهتدينا ولا تصدقنا و لا صلينا

خدا کی قسم اگر اللہ نے ہدایت نہ بنائی ہوتی تو ہم نراہ راست پاتے نہ ہی صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فانزلن سكينة علينا وثبت الا قدام ان لاقينا

بارالہا! ہم پر سکون نازل فرما، اور جب ہم کفار سے مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھ

ان الا ولیٰ قد بغو علينا اذا ارادوا فتنة ابينا

بارالہا! کفار نے ہم پر زیادتی کی ہے، جب وہ فتنہ کا قصد کرتے ہیں تو ہم انہیں روکتے ہیں۔

ان مختصر ارشادات سے یہ امر واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعر مطلقا برا تصور نہیں کرتے تھے، حق پرست شعرا کی مذمت نہیں کی، بلکہ ان کی حوصلہ پروری کی اور ان کے لئے دعائیں مانگیں قرآن کریم نے ان شعرا کو "غدی" کے گروہ سے مستثنیٰ کر دیا تھا۔ وہ تمام احادیث میں شعر اور شعرا کی مذمت ہے ان کا تعلق غدی شعرا سے ہے، آپ کا ارشاد، الشعر من میر ابلیس، یا امرالقیس کے بارے میں یہ ارشاد کہ وہ جہنم میں جانے والے شعرا کا قائدہ ہوگا وغیرہ اسی زمرہ غادی سے متعلق ہیں،

خلفاء راشدین اور شعر وسخن

خلفاء راشدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی فرمائی، نہ شعر کو برا سمجھا نہ ہی شعرا حق کی مذمت کی۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول خود شاعر تھے۔ ڈاکٹر امین اللہ وثیر شعبہ عربی جامعہ پنجاب نے تحقیق کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے اشعار کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے یہ مجموعہ اشعار ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ (المجلد الثانی الجزء الثالث) ابن ہشام کی السیرۃ النبویہ (الجزء الثانی) ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ (الجزء الثانی) القرطبی کی الاستیعاب (حرف العین) ابن حنبل کی مسند احمد (الجزء الاول) الطبری کی تاریخ الرسل والملوک (ص ۲۱۳۲) العقاد کی عبقریۃ الصدیق، بخاری کی الجامع الصحیح

(الجز الخامس) عبداللہ بن حامد الحمد کی شعر الدعوۃ الاسلامیہ فی عہد النبوۃ والخلفاء الراشدین' سعید احمد اکبر آبادی کی صدیق اکبر، معین الدین ندوی کی خلفائے راشدین اور سعید انصاری کی سیرۃ الصحابہ (جز المہاجرین) کی مدد سے تیار کیا گیا ہے اور ۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اشعار ابی بکر صدیق نام کا مخطوط مولف کو سلیمانیہ کے کتب خانہ (استنبول میں ملا، اس کی تحقیق و تفتیش میں مولف نے مندرجہ بالا مصادر سے مدد لی، مولف رقم طراز ہیں:

وجدت هذا لمخطوط باسم اشعار ابى بكر صديق فى المكتبه المشهورة بالسليمانية فى استانبول (تحت رقم ٤٤٣/٢ Nafiz pasha) عند ما كنت استاذاً زائراً فى معهد الاسلام العالى بقيصرية (تركيا) وقدو جدت هذالمخطوط فى حالة جيدة ولكن لا يخلو من الا غلاط صححنا بعضها و تركنا المشكلة منها كان فى المخطوط بعض اخطا ء العروض ، وقد انتفعنا فى التحقيق و التعليق عليه بكتب السيرة النبوية و التاريخ وغير المدرجة فى المراجع،

مولف نے مقدمہ میں علماء کے اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے بعض ناقدین کا خیال ہے کہ حضرت ابوبکرؓ شاعر نہیں تھے۔ اور شاعر تطعم نہیں کیا۔ آخر میں کتاب العمدہ الجزء الاول سے ابن رشیق کے متعلق رقم طراز ہیں:

وذكر ابن رشيق فى باب فى اشعار الخلفا ء والقضا ة والفقها قصيدة الصديق الذى قاله فى غزوة عبيد بن الحارث ، وقال فهولا ء الاربعة يعنى الخلفا ء الراشدين رضوان الله عليهم اجمعين ما منهم الا من قال الشعر ۔

خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے متعلق بکثرت روایت موجود ہے کہ آپ شعر و سخن سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ عرب قبائل کے مختلف وفود کی آمد ورفت مدینہ میں جاری تھی۔ خلفاء کرام نے آنے والے وفود سے ان کے شعرا کا حال دریافت کرتے۔ ان کے حالات کے معلوم کرنے میں سب سے زیادہ دلچسپی حضرت عمر خلیفہ ثانی رکھتے تھے، وہ خود شعر کے بڑے عالم اور ناقد تھے ایک

بار غطفان کے وفد سے کرتے ہوئی آپ نے ایک شعر پڑھا اور پوچھا یہ شعر تمہارے کس شاعر کا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ادبی محاکمہ کے طور پر فرمایا کہ تمہارا سب سے بڑا شاعر نابغہ ہے۔ یعنی عطفان اور عیس وذبیاں کے تمام شعرا میں سب سے بڑا شاعر نابغہ ہے۔ بنی تمیم دور جاہلیت میں بزم مشاعرہ میں شاعری نقد کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ سب سے زیادہ نقد الشعر کی صلاحیت رکھتے تھے آپ شعر کی فضیلت کے اسباب بھی بتایا کرتےتھے۔ حطیہ نے زبرقان بن بدر ہجو کی۔ زبرقان نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں شکایت کی، آپ نے حسان اور حطیہ دونوں کو طلب فرمایا۔ حسان کے مشورہ کے بعد فیصلہ صادر کیا اور حطیہ کو دل آزادی کی سزا میں کچھ دن جیل میں بند رکھا۔ ابن جوزی سے مروی ہے حضرت عمر کو تاسف تھا کہ وہ شاعر نہیں۔ آپ نے جب مما لک بن نویرہ کے بھائی متمم بن نویرہ کا شاعر سنا جس میں وہ اپنے بھائی کے محاسن کا ذکر کے گریہ و بکا کرتا ہے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ کاش میں بھی شعر کہتا، تا کہ اپنے بھائی زید کی خوبیاں بیان کر کے اسی طرح روتا۔

سمع عمر بن الخطاب متمماً اخا مالك بن نويره يندب اخاه ويقول الشعر فقال يا ليتني اقول الشعر فاند ب اخي زيد

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دیوان کے متعلق ہدایۃ الحکمۃ کے مولف قاضی حسین بن معین الدین ھیبذی نے لکھا ہے اور اشعار بھی نقل کئے ہیں۔ ان میں سے بعض اشعاء کو امام غزالی نے ابوالعلاء المعری کی طرف منسوب کیا ہے لیکن امام محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ میں انہیں حضرت علی کی طرف بھی منسوب کیا ہے بعض معتبر کتب میں حضرت فاطمہؓ کے اشعار بھی مروی ہے بعض روایات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد حضرت فاطمہؓ قبر پر تشریف لائیں اور مٹھی اٹھا کر سونگھی اور یہ اشعار پڑھے:

ماذا على من شم تربة احمم — ان لا يشمّ مد الزمان عوالیا
صبت علی مصائب لو انها — صبت على الايام حرن ليا ليا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت سونگھنے والوں کو اور کیا چاہیے! اسے تو چاہے کہ عمر بھر

کوئی اور خوشبو نہ سونگھنے۔ مجھ پر تو وہ مصیبتیں ٹوٹی ہیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں وہ رات ہو جاتے۔
سابقہ مباحث سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شعر کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطہ نظر وہی رہا جو قرآن کا تھا۔ صحابہ کرام نے بھی اس کی اتباع کی۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اچھے اشعار پڑھے جاتے تو آپ تبسم فرماتے۔

قالت عائشة كان اصحاب رسول الله صلعم يتنا شدون عنده والاشعار وهو يتبسم

حضرت ام المومنین فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام آپس میں شعر وشاعری کا ذکر کرتے اور آپ تبسم فرماتے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے ادبی نظریات ابن رشیق کی نظر میں

محاسن شعر وادب اور نقد ادب سے متعلق ابتدائی مصادر مین ابن رشیق کی معروف تالیف "العمدة فی محاسن الشعر وادابه ونقد" لاثانی تصور کی جاتی ہے۔ مولف کا پورا نام ابو الحسن بن رشیق القیر دانی الازدی ہے، تاریخ ولادت ۳۹۰ھ مطابق ۹۹۹ء ہے اور تاریخ وفات ۴۵۶ھ ''یعنی ۱۰۶۱ء ہے تاریخ وفات کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن خلکان نے مختلف تاریخیں نقل کی ہے لیکن یاقوت کی رائے میں ۴۵۶ھ صحیح ہے ''العمدہ'' کی تحقیق وتعلیق محمد محی الدین عبدالحمید نے بڑی دیدہ ریزی کے ساتھ کی ہے اور مختلف نسخوں کے ساتھ مقابلہ ومقارنہ بھی کیا ہے دار الرشاد الحدیثہ (تاریخ طبع نداد) نے اسے شائع کیا ہے۔ کتاب میں مولف نے تمام محاسن کو یکجا کر دیا ہے اور شعر وادب کے بارے میں علماء شعر وادب نے جو کچھ فرمایا ہے انھیں بھی جمع کر دیا ہے"

جمع احسن ما قاله كل واحد متن صنف فى معانى الشعر ومحا سنه وادابه

کتاب کا جزء اول ۳۳۵ صفحات اور جزء ثانی ۳۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ جلد اول میں پہلا باب ''فضل الشعر یعنی شعر کی فضیلت سے متعلق ہے اس میں شعر ونثر پر بحث کی گئی ہے کعب بن زہیر کی بانت سعاد کا ذکر کرتے ہوئے مولف رقم طرز ہیں، رسالتمآم صلی اللہ علیہ وسلم

نے صرف بردہ ہی نہیں دیا بلکہ سو اونٹ بھی دیئے۔ " ذکر جماعة ۔

منهم عبد الكريم بن ابراهيم انهشلي الشاعر ـ انه عطاه مع البرده مائة من الابل "

اس بردہ کو حضرت معاویہؓ نے ۳۰ ہزار درہم میں خریدا اور البقی کی روایت کے مطابق ۲۰ ہزار درہم میں خریدا پھر یہی بردہ خلفا اجتماعات عید وغیرہ کے موقع پر بطور تبرک پہننے لگے۔

بعشرين الفاً ، وهى التىٰ يتو ارثها الخلفا ء يلبسو نها فى الحمع والا عيا تبر كابها

مولف نے بعض دلچسپ روایات بھی قلمبند کئے ہیں مثلاً شعر کھڑے ہو کر پڑھنا جو آج ہمارے یہاں اردو مشاعروں کی روایت ہے شعر وادب کی فضیلت کے بارے میں توراۃ میں جو کچھ زکور ہے اس پر بھی مسلمانوں اور صحابہ کرام نے غور کیا بلکہ کعب الاحبار نے ایک محفل میں حضرت عمرؓ کے سامنے بھی اس کا ذکر کیا اور اس طرح شعر وادب کی فضیلت میں ماورائی تائید کی توثیق کی مولف نے ایک مستقل باب زیر عنوان " بـاب فى الرد على من يكره الشعر " باندھا ہے۔ جو لوگ شعر کو معیوب یا مکروہ تصور کرتے ہیں ان کے رد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے اور کبا رصحابہ کرام کے نظریہ شعر سے تائید پیش کی ہے۔ مولف اس باب کا افتتاح حسب ذیل کلمات سے کرتے ہیں۔

روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال " انما الشعر كلام مولف فما وافق الحق منه فهـو حسـن ومـا لـم يـوافق الحق منه فلا خير فيه " وقد قال عليه الصلاة والسلام " انما الشعر كلام فمن الكلام خبيث و طيب " وقالت عائشة رضى الله عنها : الشعر فيه كلام حسن و قبيح فخذ الحسن واترك القبيح ، ويروى عن هشام بن عروه عن ابيه عن عائشةؓ ان النبى صلعم بنى الحسان بن ثابت فى المسجد منبراً نيشد عليه الشعر ، وقال عمر بن الـخطاب رضى الله عنه : الشعر علم قوم ولم يكن لهم عام اعلم منه وقال ابن ابى طالب رضى الله عنه الشعر ميزان القول وروى بعضهم :اا‌شعر ميزان القوم ـ

اس مختصر عبارت میں شعر کے بارے میں اسلامی نظریہ واضح ہو جاتا ہے۔ آنحضرتؐ نے حق گو شعراء کی تعریف و ہمت افزائی برملا فرمائی اور باطل کلام کی مذمت فرمائی۔ کلام خبیث وطیب

دونوں ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بھی اس کی تائید کی۔ کلام میں حسن و قبح ہوتا ہے اور طب دیا بس بھی۔ حسن کو اختیار کرنا اور قبیح کو مسترد کرنا دانشمندی ہے۔ یہ روایت مصدقہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ کے لئے مسجد میں شعر گوئی کے لئے ایک خصوصی منبر بنایا جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے شعر و ادب کی تشجیع اور تقویت کے لئے اس سے زیادہ طاقتور نبوی قول اور کیا ہوسکتا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شعر کسی قوم کے اعلیٰ ترین علوم میں داخل ہے اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ شاعری کسی قوم کو جادو داں ڈھانچہ میں ڈھال دیتی ہے۔ یعنی شعر بھی اس کے ذہنی و علمی اور فکری زندگی کے معیار کو تولا جا سکتا ہے۔ ایک اور روایت قابل ملاحظ ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار زبیرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سے گذرے جہاں حسانؓ شعر سنا رہے تھے اور لوگ غور سے شعر کی سماعت نہیں کررہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ شعر غور سے نہیں سن رہے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بڑے غور سے شعر کی سماعت فرمایا کرتے تھے۔

ویروی عن اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنها قالت : مرّ الزبیر بن العوام رضی الله عنه یمجلس ! صحاب النبی صلی الله علیه و سلم و حسّان ینشدهم ،وهم غیر اذنین لما یسمعون من شعره ، فقال : ما اراکم غیر اذنین لما تسمعون من شعر ابن الغریعة ؟ لقد کان ینشد رسول الله فیحسن استماعه ، ویجزل علیه توابه و لا یشغل عنه اذاا نشده ۔

ابن رشیق نے روایت بھی نقل کی ہے کہ ایک بار جب حضرت عمرؓ نے حضرت حسانؓ کو مسجد میں شعر پڑھنے سے منع کیا تو حضرت حسانؓ نے جواب دیا اے عمرؓ میں اس مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا پھر آپ مجھے کیوں روکتے نہیں تھے حضرت عمر نے فرمایا، صدقت، تم صحیح کہا!

فقال ، رعنی عنك یا عمر ، فو الله انك لتعلم لقد کنت انشد فی هذا المسجد من هو خیر من فما یغرّ علی ذلك فقال عمر : صدقت

✿